اس قوم کو صرف نظامِ حق ہی بچا سکتا ہے

پہلے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شریعت سے مراد کیا ہے؟ بعد میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے نفاذ کا کیا مطلب ہے اور آخر میں یہ بتاؤں گا کہ پاکستان میں اس کے نفاذ کے امکانات کیا ہیں اور کیا ضروری شرائط ہیں۔

① شریعت سے مراد

شریعت سے مراد محض قانون نہیں ہے جس کو عدالتوں کے ذریعے نافذ کیا جائے۔ شریعت قانون کے ہم معنی نہیں۔ شریعت سے مراد زندگی کا پورا نظام ہے جو عقائد و ایمانیات سے شروع ہوتا ہے' اور عبادات و اخلاقیات پر آتا ہے۔

② شریعت کے تقاضے

(ا) ایمان کی آبیاری اور پختگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو شریعت ہی کو نافذ کرنے کے لئے مبعوث فرمائے گئے تھے آپؐ نے تیرہ برس مکہ معظمہ میں' اس کے بعد مدینہ منورہ میں اپنی ساری طاقت صرف فرمائی تھی کہ لوگوں کے ذہنوں اور دلوں میں ایمان کی طاقت بٹھا دیں کیوں کہ یہ شریعت اس وقت تک نافذ ہی نہیں ہو سکتی جب تک اس کے چلانے والوں میں ایمان موجود نہ ہو' اور جن پر وہ چلائی جائے ان کے اندر بھی ایمان نہ ہو' اگر ایمان موجود نہ ہو تو ممکن نہیں ہے کہ شریعت کو نافذ کیا جا سکے اور ممکن نہیں ہے کہ جس آبادی پر اس کو نافذ کیا جا رہا ہے وہ اس کو برداشت کر لے مثال کے طور پر میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ حدودِ شرعیہ میں سے ایک حدِ شرعی یہ ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس کے اوپر عمل وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں ایمان ہو۔ وہ سچے دل سے سمجھتے ہوں کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ سچے دل سے یہ سمجھتے ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسولؐ ہیں۔ سچے دل سے یہ مانتے ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی اور کلام نازل ہوا ہے۔ یہ اللہ کا حکم ہے جو رسولؐ کی زبان سے جاری ہو رہا ہے اور سچے دل سے یہ مانتے ہوں کہ اگر ہم نے اس کے نافذ کرنے میں ذرہ برابر

بھی کوتاہی کی تو آخرت میں ہمیں اللہ کے رُوبرو جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اگر یہ چیزیں موجود نہیں ہیں تو حدودِ شرعیہ کا اجراء ہو نہیں سکتا۔ ممکن ہی نہیں۔ کوئی ایسا فرد جس کو قانون کی شکل میں حدِ شرعی ملے لیکن وہ اس پر ایمان نہ رکھتا ہو تو وہ پہلی فرصت تلاش کرے گا جس میں اس قانون کو منسوخ کرے اور اپنے لیے نیا قانون بنائے۔ اسی طرح جن لوگوں پر نافذ کیا جاتا ہے اگر ان کے اندر ایمان نہ ہو، وہ یہ نہ مانتے ہوں کہ قرآن برحق ہے اور اسلام کے قانون میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہی ہے۔ اگر وہ اس کے اوپر یقین نہ رکھتے ہوں تو ہو سکتا ہے کہ کسی غریب، چھوٹے اور بے اثر آدمی کے تو ہاتھ کاٹ دیئے جائیں لیکن اگر کسی بااثر آدمی کا ہاتھ کاٹنے کی نوبت آجائے تو بغاوت برپا ہو جائے۔ وہ آبادی اس چیز کو برداشت ہی نہیں کرے گی کہ یہ قانون نافذ ہو۔ اس لیے شریعت سب سے پہلے جس چیز کا تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کو نافذ کرنے والے اور جن لوگوں پر اسے نافذ کیا جائے ان کے اندر ایمان ہو، ان کے دلوں میں ایمان ہو۔

(ب) اسلامی اخلاق کا جامع تصور

اس کے بعد دوسری چیز کا شریعت یہ مطالبہ کرتی ہے، کہ اسلام جو اخلاقیات دیتا ہے، بھلے اور برے کا جو امتیاز دیتا ہے، خیر و شر کا جو فرق بتاتا ہے اور جو اقدار انسان کو دیتا ہے کہ یہ چیز قیمتی ہے اور یہ چیز بے قیمت ہے اس کو ٹھیک ٹھیک مان کر سمجھ لیا جائے۔ اگر یہ چیز موجود نہ ہوگی تو مانتے ہوئے بھی وہ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ ان میں اخلاق موجود نہ ہوگا۔ اخلاقی حیثیت سے دیوالیہ میں مبتلا لوگ جن کے اخلاق کو گھن کھا چکا ہو ان کے بس کا یہ کام نہیں ہے کہ شریعت کو نافذ کریں۔ اس لیے شریعتِ اسلامیہ ان کے ساتھ اخلاقیات بھی دیتی ہے اور اخلاقیات کا نہایت وسیع تصوّر دیتی ہے جو زندگی کے ہر معاملے سے تعلق رکھتا ہے۔

(ج) شریعت کو پوری زندگی پر نافذ کیا جائے

اس کے بعد تیسری چیز یہ ہے کہ شریعت کا نظام انسانی زندگی کے پورے دائرے پر پھیلتا ہے وہ اس بات سے بھی بحث کرتا ہے کہ پانی میں پاک کیا ہے اور ناپاک کیا ہے، اس شے سے بھی بحث کرتا ہے کہ انسان نجس کس حالت میں ہوتا ہے اور کس حالت میں کس طرح وہ پاک ہو سکتا ہے۔ یعنی شریعت کوئی محدود سا قانونی تصور نہیں رکھتی۔ آپ دیکھئے کہ فقہ کی کتابیں باب طہارت سے شروع ہوتی ہیں اور دنیا کا کوئی قانون آپ کو ایسا نہیں ملے گا جس کے اندر طہارت کے مسئلے سے بحث کی گئی ہو۔ بلکہ حقیقت میں دنیا کی کسی زبان میں طہارت کا ہم معنی لفظ موجود نہیں۔ مغربی ممالک جانتے ہی نہیں کہ طہارت کس چیز کو کہتے ہیں۔ ان کی زبان میں اس کا ہم

معنی لفظ موجود نہیں۔ لیکن اسلامی شریعت طہارت سے بحث کرتی ہے جو کہ ایک فرد کا معاملہ ہے اور افراد کے اندر طہارت پیدا کرتی ہے۔ افراد کے اندر اسلامی اخلاق پیدا کرتی ہے۔ افراد کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لیے آمادہ کرنا' ان کو بندگی کے طریقے سکھانا یہ شریعت کا کام ہے۔ پھر افراد کو جوڑ کر ایک جماعت بنانا اور اس جماعت کے اندر اسلامی طریقے رائج کرنا' عبادات سے لے کر نکاح کے معاملات تک اور تجارت سے لے کر سیاست اور قانون و عدالت کے معاملات تک' جنگ سے لے کر صلح تک' ملک کی مالیات سے لے کر ملک کی صنعت و حرفت تک ہر چیز کے بارے میں قانون موجود ہے۔ اس چیز کو اگر نافذ کرنا ہے تو آدمی یہ سمجھ لے کہ انسانوں کی پوری زندگی بدل ڈالنا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف ایک پہلو سے ان کی زندگی کو بدلا جائے بلکہ ان کی پوری زندگی کو ہر پہلو سے' افراد سے لے کر جماعت تک' پوری آبادی کو بدلنا ہے' ان کے اندر ایمان داخل کرنا ہے' ان کے اندر اخلاقیات پیدا کرنے ہیں' ان کے اندر آمادگی پیدا کرنی ہے کہ خدا کے قانون کی پابندی کریں اور اس کے بعد تمام معاملات کو اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔ مارکیٹ میں جو لین دین ہو رہا ہے' اس کے اوپر بھی شریعت کو نافذ کرنا ہے' بنکوں میں جو مالیاتی لین دین ہو رہا ہے ان کو بھی شریعت کے مطابق بدلنا ہے۔ یہ انشورنس کمپنیاں جو چل رہی ہیں ان کو بھی شریعت کے مطابق بدلنا ہے' حکومت جو ٹیکس لگاتی ہے اور ٹیکس لگا کر جس طرح خرچ کرتی ہے ان دونوں چیزوں میں' جو قرض دیتی ہے اور جو قرض لیتی ہے' اور قرض لے کر جس طرح خرچ کرتی ہے' ان سب پر بھی شریعت کے احکام کو نافذ کرنا ہے' عدالتوں میں بھی شریعت کے احکام کو نافذ کرنا ہے۔ حکومت کے انتظامی شعبوں کو بھی شریعت کے مطابق بدلنا ہے۔ مثلاً اگر پولیس بے ایمان ہے تو اسلامی شریعت کا نفاذ نہیں ہو سکتا' اگر ایک بے ایمان پولیس کے ہاتھ میں اسلامی شریعت دے دی جائے تو وہ پوری آبادی کو نچوا دے گی' تو اس طرح پوری انتظامی پالیسی کو بدلنا ہے۔ اس کی فوج کو بدلنا ہے' اس کی پولیس کو بدلنا ہے' اس کے تمام حکام اور کارکنوں کو بدلنا ہے' رشوت خور لوگ اسلامی شریعت کو نافذ کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

تو اس طرح سے شریعت کی اس حیثیت کو نگاہ میں رکھئے کہ یہ پوری زندگی کا قانون ہے' کسی ایک پہلو کا نہیں' اور یہ ایمان سے لے کر معاملات کے چھوٹے سے چھوٹے اجزاء تک حتیٰ کہ سڑکوں کی صفائی تک سے بھی بحث کرتی ہے۔ سڑک پر کوئی شخص کانٹے بچھاتا ہے یا لوگوں کو تکلیف دینے والی چیز ڈالتا ہے' کوئی نجاست پھینکتا ہے تو وہ ایک گناہ کرتا ہے۔ ان سارے معاملات پر شریعت حاوی ہے۔ شریعت کے اس حاوی ہونے کے پہلو کو نگاہ میں رکھنے کے بعد

اب دیکھئے کہ اس کے نفاذ کا کیا مطلب ہے۔

④ نفاذِ شریعت کا ہمہ گیر مطلب

اس کے نفاذ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اپنے مدرسوں میں بیٹھ کر شریعت کی کتابیں پڑھیں۔ اس کے نفاذ کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ آپ وعظوں میں اور تقریروں میں اس کو بیان کریں۔ اپنے خطبوں میں اس کو بیان کریں۔ اس کے نفاذ کا مطلب یہ ہے کہ جو احکام شریعت میں ہیں ان کو پوری طاقت سے نافذ کیا جائے۔ جو کام صدر مملکت کا ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کرے۔ جو وزیراعظم کے کرنے کا کام ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کرے۔ جو گورنروں اور صوبے کے وزراء کا کام ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کریں۔ جو مالیات کے محکمے کا کام ہے' جو عدالت کے محکمہ کا کام ہے' جو اقتصادیات کے محکموں کا کام ہے۔ جو صحت و تندرستی کے محکموں کا کام ہے وہ سارے کے سارے شریعت کے مطابق چلیں۔ یعنی کوئی ایک چیز نہیں ہے جو درکار ہو بلکہ پوری کی پوری حکومت کا نظام' پورے کا پورا تجارت وصنعت و حرفت و اقتصادیات کا نظام' پورے کا پورا عدالتی اور معاشرتی نظام' سب کچھ اس کے مطابق ہونا چاہیے۔ ہر چیز میں اس کو نافذ کرنا چاہیے جو چیز کہ محلے کے لوگوں کے نافذ کرنے کی ہے وہ نافذ کریں۔ جو میونسپلٹیوں کے نافذ کرنے کی ہے وہ نافذ کریں۔ جو چیز قانون ساز اسمبلی کے کرنے کی ہے وہ اپنے دائرے میں اسے نافذ کرے۔ پوری کی پوری گورنمنٹ اس کے مطابق ہونی چاہیے۔ نہ یہ کہ کوئی شیخ الاسلام بنا کر بٹھا دیا جائے یا وزارتِ مذہبی امور بنا دی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ شریعت کا نفاذ ہو گیا۔ یہ کوئی بات نہیں' پورے کے پورے نظامِ حکومت کو تبدیل کرنا اور اسلام کے مطابق چلانا ہے' اس کا نام ہے نفاذِ شریعت' میں مختصر عرض کر رہا ہوں ورنہ اس کی تفصیل زیادہ ہے۔

اب دیکھئے کہ پاکستان میں اس کا نفاذ کیسے ہو سکتا ہے۔

⑤ پاکستان میں نفاذِ شریعت کیوں نہیں ہوا؟

پاکستان میں اس کے نفاذ میں اختلاف کیوں پیدا ہوا؟ ویسے تو ہم ایک مسلمان قوم ہیں' اور پاکستان اسلام کا نام لے کر بنایا گیا تھا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا اور فطرتاً آدمی یہ سمجھتا ہے کہ یہ آپ سے آپ ہونا چاہیے تھا کہ جس روز پاکستان بنا تھا' شریعتِ اسلامی اسی روز نافذ ہو جاتی۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہوا' اسکی کچھ وجوہ ہیں:

(۱) کافرانہ حکومت کے اثرات

ایک وجہ یہ ہے کہ ایک مدت دراز تک یہاں کفر کی حکومت مسلط رہی ہے۔ اس نے تعلیم کا نظام ایسا بنایا کہ اس نے لوگوں کے ذہن بدل کر رکھ دیئے' سوچنے کے انداز بدل دیئے' اپنی تعلیم کے اثر سے لوگوں کو اس حد تک بہکایا کہ قلیل تعداد تعلیم یافتہ لوگوں کی ایسی رہ گئی جو واقعی دل میں ایمان رکھتی ہو اور سچے دل سے مانتے ہوں کہ اللہ کے رسولؐ جو کچھ لائے وہ برحق ہے ورنہ ایک کثیر تعداد ایسی ہو گئی جو اس بات کی قائل ہی نہیں تھی کہ وحی آسکتی ہے' جو اس بات کی قائل ہی نہیں رہی تھی کہ نبوّت بھی کسی چیز کا نام ہے جو سمجھتے تھے کہ نبوّت اور وحی افسانے ہیں۔ ان کے نزدیک جو کچھ یورپ اور امریکہ سے آتا ہے وہ برحق ہے' اس کے بارے میں کوئی سوال کرنے کی حاجت نہیں' جیسا وہ آرہا ہے جوں کا توں مان لیں گے۔ اس میں کوئی چیز شک کی اور دریافت طلب بات نہیں۔ اور وہ کتاب جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ لاریب فیہ اس میں ہر ریب کی گنجائش ہے۔ تو یہ تو تعلیم کے اثرات تھے۔ ان میں جن لوگوں نے اپنا ایمان کچھ بچایا' ان کی فکر اسلامی نہیں تھی۔ سوچنے کا انداز اسلامی نہیں تھا۔ جنھوں نے سوچنے کا انداز اسلامی بنانے کی کوشش کی ان کے پاس علم اسلامی نہیں تھا۔ وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ اسلام کیا ہے' اس کے احکام کیا ہیں۔ کس قسم کا نظام وہ چاہتا ہے' جس وقت ہم نے یہ نام لینا شروع کیا کہ اسلامی نظام حکومت قائم ہونا چاہیئے تو لوگ پوچھتے تھے کہ اسلامی نظامِ حکومت سے کیا مراد ہے۔ عام لوگ ہی نہیں بعض دفعہ علماء کے لیے بھی یہ سمجھنا مشکل ہوتا تھا۔ بعض لوگوں نے یہاں تک ہم سے کہا کہ یہاں کس چیز کی باتیں کر رہے ہو یہ اس زمانے میں چلنے والی چیز نہیں اور میں نے ان سے عرض کیا کہ حضور اگر یہ چلنے والی چیز نہیں تو اس پر ایمان کیوں رکھتے ہو۔ پھر جو چلنے والی چیز ہے اس پر ایمان لایئے۔ میری بعض علماء سے بات چیت ہوئی انہوں نے مجھ سے یہ بات کہی اور میں نے ان سے یہی عرض کیا۔

ایک اچھا خاصا گروہ یہ سمجھتا تھا کہ اگر شیخ الاسلامی قائم ہو جائے اور قضائے شرعی کا انتظام ہو جائے تو بس اسلام کا نفاذ ہو جائے گا۔ یہ جب ہمارے دینی مدارس کے فارغ التحصیل لوگوں کے خیالات تھے تو آپ اندازہ لگایئے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلنے والے لوگوں کا کیا حال ہو گا۔ ان کے اندر ایسے لوگ بھی موجود تھے جو یہ کہتے تھے کہ اگر ہم اسلامی نظام یہاں نافذ کریں تو ہم دنیا کو کیا منہ دکھائیں گے کہ یہ چودہ سو برس پہلے کا قانون یہاں نافذ کر رہے ہیں۔ یہ ہم نے خود باتیں سنی ہیں جب ہم نے یہ سوال اٹھایا کہ یہاں اسلامی نظام نافذ ہونا چاہیئے۔ بس

اس چیز کا اس وجہ سے ذکر کر رہا ہوں کہ آپ کو وہ رکاوٹیں سمجھ میں آجائیں۔

(ب) اسلام نا آشنا قیادت

باوجود اس کے کہ یہ ایک مسلمان قوم تھی اور اس نے اسلام کا نام لے کر پاکستان قائم کیا تھا۔ لیکن وہ اسلام کا نظام نافذ نہیں کر سکی۔ کیوں نہیں کر سکی؟ اس لئے کہ اس کے جو کار فرما لوگ تھے، جن کے ہاتھ میں نظام تھا ان کی تربیت اور تعلیم کسی اور طرز پر ہوئی تھی، وہ جانتے ہی نہ تھے کہ اسلام کیا ہے، ان کا سوچنے کا انداز بھی اسلامی نہ تھا اور ان کے اندر خواہش بھی اسلامی نظام کو نافذ کرنے کی نہیں تھی۔ نہ اس کو جانتے تھے کہ کیا چیز ہے نہ اس کو مانتے تھے کہ وہ برحق ہے اور نہ وہ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ اس کو نافذ کرنا چاہئے۔ ظاہر بات ہے یہ پھر کیسے نافذ ہو سکتا تھا۔

(ج) کافرانہ قوانین کے اجرا کا نتیجہ

جہاں تک عام آبادی کا تعلق تھا اور ہے اس کے اندر اسلام کے ساتھ عقیدت موجود ہے۔ بلاشبہ یہ بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اس کے اندر ایمان بھی مجمل طور پر موجود ہے۔ چاہے وہ ایمان کی تفصیلات نہ جانتے ہوں لیکن مجمل طور پر ایمان ان میں ہے۔ وہ خدا کو مانتے ہیں۔ رسولؐ کو مانتے ہیں بلکہ رسولؐ کے نام پر جان دینے کو تیار ہیں۔ قرآن کو برحق مانتے ہیں اس کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس کا احترام کرتے ہیں۔ آخرت کے منکر نہیں۔ یہ ساری چیزیں موجود ہیں۔ لیکن کفار کی ایک طویل مدت کی حکومت اور کافرانہ قوانین کے اجراء نے اور ان کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دینے نے اس مدت دراز کے اندر لوگوں کی عادات اور خصائل بدل ڈالے، مسلمان جانتا ہے کہ یہ گناہ ہے لیکن اس میں مبتلا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہی چیز اس پر مسلط ہے۔ ہر طرف سے وہ اس پر محیط ہے مثلاً سود، کون مسلمان نہیں جانتا کہ سود حرام ہے۔ مگر جب سود ہی پر سارا نظام قائم ہو جائے، تجارت کا، صنعت و حرفت کا اور مالیات کا تو کون آدمی اس سے بچے، اس میں مبتلا ہوتے وقت مسلمان کو یہ فکر ہوتی ہے کہ کس طرح اسے بھی حلال کر دیا جائے کیونکہ حرام کو حرام جانتے ہوئے اس کو کرنا بڑا تکلیف دہ ہوتا ہے۔ یہ تو کر نہیں سکتا کہ حرام سے اجتناب کرے، چاہتا یہ ہے کہ کسی طرح حرام کو حلال کر دیا جائے، اب تک میرے پاس ایسے لوگ آتے ہیں جو اس طرح کے سوالات کرتے ہیں اور میں ان سے کہتا ہوں کہ بھائی حرام کو حلال کرنے کے اختیارات مجھے حاصل نہیں۔ کیسے آپ کے لیے حلال قرار

دوں۔

لیکن اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک کافرانہ نظام کے تسلط کی بدولت لوگوں کے سوچنے کے انداز ہی نہیں بدلتے' عادات بھی بدل جاتی ہیں اور ان کے لیے ممکن نہیں رہتا کہ وہ نظام اسلامی کو برحق ماننے کے باوجود اس چیز سے پرہیز کریں۔

اب اس کے بعد جب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ملک کی حکومت آئی جو نہ اسلام کو جانتے تھے نہ اسلام کو نافذ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے نہ اسلام کو نافذ کرنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ تو ان کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر ہم اس بات کو پھیلنے دیں کہ ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہو اور عام لوگوں کے اندر اس بات کی طلب پیدا ہو جائے تو پھر ہمارا چراغ کہاں جلے گا؟ لوگ ہماری طرف کیسے توجہ کریں گے؟ پھر اس کی تلاش ہوگی جو اس کو نافذ کرسکے۔ اس لیے انہوں نے ستائیس سال اس کام پر صرف کیے کہ قوم کے مزاج کو بدلا جائے۔ ان کے اخلاق کو بدلا جائے۔ ان کے اندر برائیوں کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ اس کو زیادہ سے زیادہ گانے اور ناچ کا رسیا بنایا جائے۔ اس کے اندر جہاں تک ہو سکے شراب خوری پھیلائی جائے۔ اس کو زیادہ سے زیادہ سود میں مبتلا کیا جائے' اتنے سود میں جتنا انگریز کے زمانے میں بھی نہیں تھا۔ اس میں مخلوط تعلیم رائج کی جائے تاکہ عورتوں اور مردوں کے میل جول سے جو کچھ تہذیب و تمدن کا ستیاناس ہوتا ہے اور ہو رہا ہے وہ اور پیدا ہو' غرض انہوں نے ہر ممکن طریقے سے پوری قوم کو بگاڑ دینے کا پروگرام بنایا جس پر برابر عمل ہوتا رہا ہے۔ اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ نفاذِ شریعت کے لیے جس قسم کا ماحول چاہیے اس نوعیت کا ماحول بنانے کی بجائے اس کے برعکس نوعیت کا ماحول ستائیس برس میں بنایا گیا۔

۵ پاکستان میں شریعت کا نفاذ کیسے ہو گا؟

۱ دلوں میں ایمان اتارنا ہوگا

اب جب آپ یہ سوچنے کے لیے بیٹھیں گے کہ ہم یہاں نفاذِ شریعت کیسے کریں۔ تو آپ کو ایک طرف لوگوں کے دلوں میں ایمان اتارنا پڑے گا۔ کیونکہ ایمان کے بغیر وہ بنیاد ہی قائم نہیں ہو سکتی جس پر نظام شریعت کا نفاذ ہو سکے۔ وہ عمارت ہی نہیں کھڑی ہو سکتی۔ اس لیے پہلے ایمان

اتارنا پڑے گا۔ تمام شکوک و شبہات کے کانٹے جو ان کے اندر چبھے ہوئے ہیں وہ نکالنے پڑیں گے۔ ان کو مطمئن کرنا پڑے گا' پڑھے لکھوں کو بھی اور عوام کو بھی' جتنا کچھ عوام کے لیے درکار ہے اتنا کچھ عوام کے لیے اور جتنا پڑھے لکھوں کے لئے درکار ہے اتنا کچھ پڑھے لکھوں کے لیے کرنا پڑے گا۔

(ب) اصلاحِ اخلاق کرنی ہوگی

اس کے بعد آپ کو ان کے اخلاق کی طرف توجہ کرنی پڑے گی کیونکہ ایک بداخلاق قوم کبھی اس قابل نہیں ہوتی کہ وہ اسلامی نظام نافذ کرسکے۔ تو اخلاق کی فکر کرنی پڑے گی۔

(ج) اسلامی نظام کے لیے تڑپ پیدا کرنی ہوگی

اس کے بعد آپ کو عام لوگوں کے اندر یہ تڑپ پیدا کرنی پڑے گی کہ وہ یہ سمجھیں کہ جب تک اسلام کا نظام جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں نافذ نہیں ہوتا اس وقت تک ہمارے لیے کوئی زندگی نہیں۔ اس کے بغیر آپ اس کو نافذ نہیں کرسکتے۔ اگر لوگ قائل ہوں کہ فی الواقع اسلام کا نظام آنا چاہیے اور وہ اس بات کے خواہش مند بھی ہوں کہ یہ نافذ ہو لیکن اس کی تڑپ موجود نہ ہو' اس کے لیے لگن موجود نہ ہو اور یہ ارادہ موجود نہ ہو کہ دوسرے نظام کو ہم نہیں چلنے دیں گے اگر ہمارے اوپر نافذ ہو گا۔ اس وقت تک قوم اس کے لیے تیار نہیں ہو سکتی کہ ایک غلط غیراسلامی نظام چل رہا ہے۔ وہ مجبور ہو جائے جگہ چھوڑنے کے لیے اور اس کی جگہ اسلامی نظام نافذ کیا جائے۔

(د) نفاذِ شریعت کا کام پھولوں کی سیج نہیں

یہ کھیل نہیں ہے' یہ زبان سے کہنے کے لیے بہت آسان کام ہے لیکن یہ ایسا کام ہے کہ اس راہ میں ہر قدم انسان کے لیے مصیبتوں' اذیتوں' تکلیفوں اور نقصانات سے بھرا پڑا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نظام کو نافذ کرنے کے لیے آئے تھے تو جن لوگوں نے اس کو قبول کیا تھا ان پر کیا گذری تھی اور جس شخص نے اسے پیش کیا تھا اس کے ساتھ کیا کچھ نہ ہوا۔ اگر اس بھٹی سے نہ گزرتے تو اسلامی نظام نافذ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس وقت بھی لوگ اس بھٹی سے گزرے تھے اور گزرنے کے بعد جن لوگوں نے قدم قدم پر چوٹیں کھائی تھیں اور قدم قدم پر تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ قدم قدم پر نقصانات اٹھائے تھے۔ گھربار

چھوڑے گئے تھے۔ آگ کے انگاروں پر لٹائے گئے تھے۔ تپتی ہوئی ریت پر لٹا کر پتھران پر رکھ دیئے گئے تھے' الٹا لٹکا کر ان کو بوری میں لپیٹ کر آگ کی دُھونی دی گئی تھی۔ جب تک ان سارے راستوں سے گزر نہ گئے' اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں اقتدار نہیں دیا۔

ان راستوں سے گزرنے کے بعد بھی بدر و احد کے دنوں کو یاد کرلیجیے۔ اور حنین کا معرکہ بھی یاد کرلیجیے۔ ایسے تمام حالات میں اپنے سے کئی کئی گنا زبردست طاقتوں کے مقابلے میں آدمی کھڑا ہو اور ہر مصیبت اور ہر مشکل و تکلیف کو برداشت کرے اور کوئی پروا نہ کرے کہ مقابلے میں کتنی بڑی طاقت ہے۔ کوئی پروا نہ کرے کہ کتنی زیادہ چوٹ مجھے لگتی ہے۔ کتنا میں قید کیا جاتا ہوں اور کتنی مجھے اذیت دی جاتی ہے۔ اور کیسے کیسے زبردست دشمنوں سے مجھے سابقہ ہے۔ کس آگ کے گڑھے کی طرف لے جایا جا رہا ہوں۔ اس سب کچھ کی پروا کیئے بغیر جو لوگ آگے بڑھیں گے وہ یہاں نظامِ شریعت نافذ کرسکتے ہیں اور باطل پر قابو پا سکتے ہیں۔

(ر) جدید تعلیمی درسگاہوں میں کام کی ضرورت

یہ چیز جب آپ کریں گے تو اس کے اثرات آہستہ آہستہ پھیلیں گے۔ اس کے اثرات کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی جائیں گے۔ اور انہی درسگاہوں میں جو کافربنانیوالی ہیں اس ذہن کی نسل تیار ہوگی۔ انہی میں وہ نوجوان تیار ہوں گے جو اسلامی نظام چاہتے بھی ہونگے اور وہ علم بھی حاصل کریں گے کہ اسلامی نظام کیسے نافذ ہو اور اس کے لیے جب وہ منظم ہو کر کام کریں گے تو ان کے مقابلے پر ہر حربہ استعمال کیا جائے گا کہ کسی طرح دب جائیں۔ ان کے اوپر گولیوں کی بھی بوچھاڑ ہوگی۔ ان کے اوپر لاٹھیوں کی بھی بوچھاڑ ہوگی۔ ان کو جیلوں میں بھی ٹھونسا جائے گا۔ ان کو اذیتیں بھی دی جائیں گی۔ مگر جب تک وہ اس بھٹی سے نہیں گذریں گے وہ کھرا سونا نہیں بن سکتے جو اس بھٹی سے گزر کر بنتا ہے۔

(س) ملازمین میں اسلامی ذہنیت پیدا کرنے کی ضرورت

اسی طرح سرکاری ملازمین کے اندر بھی ان خیالات کو بڑے پیمانے پر پھیلنا چاہیئے کہ وہ کسی ظلم کے آلۂ کار بننے کیلئے تیار نہ ہوں۔ ان کے ہاتھوں سے غلط کام نہ کروایا جا سکے' وہ اس بات کے لیے تیار ہو جائیں کہ نوکری چھوٹ جائے' وہ تیار ہو جائیں کہ ان کے بیوی بچے فاقہ کریں گے لیکن اس کے لیے تیار نہ ہوں کہ غلط کام اپنے ہاتھوں سے کریں۔ یہ ذہنیت سرکاری ملازمین میں بھی پیدا ہونی ضروری ہے' تب حکومت محسوس کرے گی کہ اب ہمارا کام نہیں چل سکتا جب

تک ہم اسلامی شریعت کے لیے تیار نہ ہوں۔ اور اگر ہم تیار نہ ہوں تو پھر ان لوگوں کے لیے جگہ خالی کر دیں جو اس کو نافذ کر سکیں۔

(ح) رائے عامہ کو اسلام کے حق میں بدلنے کی ضرورت

اسی طرح یہاں جمہوری نظام چل رہا ہے تو انتخابات میں کوشش کی جاتی ہے کہ عوام کو جس طرح بھی ہو سکے دھوکا دے کر' فریب دے کر' طرح طرح کے وعدے کر کے ان کی رائے حاصل کر لی جائے اور دنیا کو یہ دکھایا جائے کہ ہم عوام کی رائے سے آئے ہیں۔ آپ کو عوام کی رائے اتنی بدلنی پڑے گی کہ اس طرح کے لوگ عوام کا ووٹ حاصل نہ کر سکیں۔ عوام کے اندر یہ خیال پیدا ہو جائے کہ ہمارا جینا حرام ہے اگر ہم یہاں اسلامی نظام نافذ نہ کریں۔ عوام یہ سوچ ہی نہ سکیں کہ ہم کسی ایسے شخص کو بھی ووٹ دے سکتے ہیں جس کی اپنی زندگی میں اسلامی نظام کی کوئی جھلک دکھائی نہیں دیتی ہے۔ جس کا عمل اسلامی نہیں ہے۔ جس کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ وہ سب کچھ جانتا ہے مگر اسلام نہیں جانتا ہے۔ ایسے کسی شخص کے لیے کوئی ووٹ نہ ہو' یہ حالت آپ کو پیدا کرنی ہوگی۔

(ط) عزم کے مقابلے میں کوئی دھاندلی کامیاب نہیں ہو سکتی

اگر اس حالت میں انتخابات ہوں تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ منصفانہ انتخابات ہوں تو بہت اچھا' ہم نہیں چاہتے کہ ٹیڑھی انگلیوں سے گھی نکالا جائے۔ اگر گھی ٹیڑھی انگلی کے بغیر نکل سکتا ہے تو کوئی احمق ہی ہو گا جو خواہ مخواہ انگلی ٹیڑھی کرے۔ لیکن اگر قوم کے اندر یہ عزم پیدا ہو جائے کہ ہمیں اس نظام کو یہاں نافذ کرنا ہے تو پھر کوئی دھن' دھونس' دھاندلی اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔

لیکن یہ بات یاد رکھیے کہ آپ کو جان مار کر مدت دراز تک کام کرنا پڑے گا یہاں تک کہ وہ مرحلہ آجائے جس میں ذرا سی عقل رکھنے والے لوگ بھی از خود جگہ خالی کر دیتے ہیں خود ہٹ جاتے ہیں۔ وہ مرحلہ جب آجاتا ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اب ہمارا چراغ اس قوم میں نہیں جل سکتا۔ اس لیے بہتر ہے کہ وہ خود ہی پیچھے ہٹ جائیں۔ اگر نہ ہٹیں تو ان کو ہٹانا کوئی مشکل کام نہیں رہ جاتا بشرطیکہ قوم کے اندر پورا عزم پایا جائے۔

میں نے ایک عام تصور آپ کے سامنے رکھ دیا ہے کہ شریعت اسلامی کیا ہے اور یہ بھی

آپ کے سامنے واضح ہوگیا ہے کہ اس کے نفاذ کے کیا معنی ہیں اور یہ بھی آپ کے سامنے آگیا ہے کہ اس کو نافذ کرنے کا راستہ کیا ہے۔ اب یہ ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا یہاں اس کا امکان ہے؟

⑥ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے امکانات

میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ امکان کے سوال کے دو جواب ہیں:

تدبّر و قربانی سے یہ کام ممکن ہے

ایک جواب یہ ہے کہ انسان پیہم اور مسلسل سعی کرے اور سوچ سمجھ کر سعی کرے' بیوقوفوں کی طرح نہیں' سوچ کر عقلمندی کے ساتھ' تو وہ بڑے سے بڑے پہاڑوں کے اندر سرنگ پیدا کر سکتا ہے۔ وہ سمندروں کے نیچے سے سرنگ نکال سکتا ہے' سمندروں کے اندر سے تیل نکال سکتا ہے' وہ چاند کے اوپر پہنچ سکتا ہے۔ جب انسان یہ کچھ کر سکتا ہے تو انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم طاقتیں دی ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نظام نافذ کرنے کے لیے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو بھی نافذ کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے جان لڑانی ہے' محنت کرنی ہے' عقل مندی کے ساتھ کام کرنا ہے اور مسلسل جان کھپانی ہے' اور اس کام کو وہ لوگ کر سکتے ہیں جو یہ شرط نہ لگائیں کہ ہم اس کو اپنے سامنے نافذ ہوتے دیکھیں اس لیے کہ نہ معلوم کتنوں کو اس کے نفاذ کی کوشش میں پہلے ہی جان دینی پڑے۔ بدر میں جن لوگوں نے شہادت پائی اگر وہ جان نہ دیتے اور یہ کہتے کہ ہمیں تو اس وقت کے لیے زندہ رہنا ہے جب اس نظام کو نافذ ہوتے دیکھیں گے' دنیا پر غالب ہوتے دیکھیں گے تو دنیا پر اسلام غالب نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ غالب ہوا اس طرح کہ بکثرت لوگ اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ انہوں نے اس بات کی فکر نہیں کی کہ یہ نافذ ہو سکے گا یا نہیں۔ انہوں نے یہ دیکھا کہ یہ ہمارا فرض ہے ہمیں اللہ کی راہ میں جدوجہد کرنی ہے جس کے نتیجے میں شہادت آتی ہے تو اس سے بڑی کوئی کامیابی نہیں' اس نظریئے کے ساتھ' اس سوچ کے ساتھ وہ آئے اور انہوں نے آکر کام کیا اور ان کی قربانیوں کو اللہ تعالیٰ پہلے ہی قبول کرنے والا تھا' وہ قبول ہو گئیں' لیکن جو جان لڑانے والے تھے اور بچ رہے' اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے ایسا دین غالب کیا کہ دنیا کے بڑے حصے پر چھا گیا تو امکان یہ بھی ہے۔

اگر یہ جدّوجہد کے باوجود نافذ نہیں ہوتا تو یہ قوم کی حرماں نصیبی ہے

اور امکان اس اَمر کا بھی ہے کہ آپ تمام عمر جدوجہد کریں اور پھر یہ نظام نافذ نہ ہو' اور

اس کی وجہ اس نظام کی کمزوری نہیں ہوگی' اگر آپ اس نظام کے لیے سعی کرنے کا حق ادا کریں تو آپ کی بھی کمزوری نہیں ہوگی' تو وہ قوم کی بدبختی ہوگی جو ایسے لوگوں کا ساتھ نہ دے' اللہ تعالیٰ کسی قوم کو وہ چیز نہیں دیتا جس کا وہ اپنے آپ کو اہل ثابت نہیں کرتی' یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ قوم اپنے آپ کو فساق و فجار کے لیے تیار کرے اور اس پر راضی ہو جائے اور چاہے کہ فسّاق و فجّار ہی ان کے اوپر معاملات چلانے والے ہوں تو اللہ تعالیٰ زبردستی ان کو صالحین اور متقی نہیں دیں گے۔ یہ نہیں ہوتا تو وہ لوگ جنھوں نے ایسی قوموں میں کام کیا اور اپنی عمریں ان کے اندر کھپا دیں اور ان کی قوم سیدھے راستے پر نہ آئی تو وہ ناکام نہیں تھے۔ وہ قوم ناکام تھی۔ حضرت لوط علیہ السلام کے قصے میں آتا ہے کہ جس وقت فرشتے قوم لوط پر عذاب دینے کے لئے بھیجے گئے تو انھوں نے کہا مَاوَجَدْنَا فِیْھَا غَیْرَ بَیْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ ------- پوری قوم میں ایک مسلم گھر تھا اس کے لوگوں سے کہا' نکل جاؤ اور حضرت لوط علیہ السلام سے کہا کہ بیوی کو چھوڑ جاؤ۔ یہ عذاب میں پکڑی جائے گی یعنی اس گھر میں بھی کافرہ موجود تھی اور وہ بھی پورے کا پورا مومن نہیں تھا' ان کو چھوڑ دیا گیا اور اس کے بعد جو عذاب لایا گیا وہ آپ جانتے ہیں کہ قرآن پاک میں واضح ہے تو ایک قوم نہ چاہتی ہو کہ ان کے اوپر اسلامی نظام نافذ ہو۔ ایک قوم اگر نہ چاہتی ہو کہ اس کے معاملات ایماندار اور خدا ترس لوگ چلائیں۔ ایک قوم خود بددیانت اور بے ایمان کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی نیک لوگ نہیں دیتا۔ ان نیک لوگوں کا اجر اللہ کے پاس ہے۔ وہ ناکام نہیں ہیں۔ اگر ان کی بات نہ چلے تو وہ ناکام نہیں ہیں ناکام وہ قوم ہے۔

امکان کو نگاہ میں رکھ کر کام نہ کریں

اس پہلو کو نگاہ میں رکھ کر کام کیجئے' اور یہ سمجھ کر نہ کیجئے کہ اس کا امکان ہو تو ہم کریں۔ یہ سوال جو لوگ کرتے ہیں کہ کیا امکان ہے تو ان سے میں پوچھتا ہوں کہ بھائی فرض کرو کہ اس کا امکان نہیں ہے تو کیا آپ یہ رائے رکھتے ہیں کہ جس چیز کا امکان ہے اس کے لیے کام کریں یہ تو پھر مومن کا کام نہیں ہے۔

مومن کا کام تو یہ ہے کہ اگر اس کے نافذ ہونے کا ایک فیصد امکان نہ ہو بلکہ ایک فی ہزار بھی امکان نہ ہو تب بھی وہ اس کے لیے جان لڑائے اس راستے میں کوشش کرتے ہوئے جان دے دینا کامیابی ہے اور کسی غلط راستے پر جا کر وزیراعظم یا صدر اعظم بن جانا بھی کامیابی نہیں' کھلی ناکامی ہے۔

آپ دیکھیں کہ آپ کا فرض کیا ہے

تو اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لیجئے کہ امکان کی شرط کے ساتھ آپ کو یہ کام نہیں کرنا بلکہ یہ سمجھتے ہوئے کرنا ہے کہ یہ ہمارے کرنے کا کام ہے اور اس کے سوا ہمارے کرنے کا کوئی کام نہیں۔ مثلاً اگر ایک آدمی کے سامنے یہ سوال آئے کہ پیشاب بھی پینے کی چیز ہے تو جو آدمی طہارت کی ذرہ برابر بھی حس رکھتا ہو تو وہ سوچ ہی نہیں سکتا کہ یہ بھی کوئی پینے کے قابل چیز ہے۔ وہ برابر اسی تلاش میں رہے گا کہ اسے پینے کے لیے صاف پانی ملے لیکن کبھی اس کا ذہن اس طرف نہیں جائے گا کہ پیشاب بھی کوئی پینے کے قابل چیز ہے۔ اسی طرح وہ آدمی جو اسلام کا سچے دل سے قائل ہے وہ یہ سوچ نہیں سکتا کہ دوسرے جن راستوں میں آسانیاں ہیں' جن راستوں میں سہولتیں ہیں' عیش ہے' لذتیں ہیں' فائدے ہیں ان کی طرف جائے کہ ان کا امکان ہے اور اسلام کا کوئی امکان نہیں' اس کے سوچنے کے قابل بھی وہ چیز نہیں' وہ کبھی حسرت بھری نگاہ بھی نہیں ڈالے گا ان کے محلات پر' ان کی کوٹھیوں پر' ان چیزوں پر' وہ کبھی یہ نہیں سوچے گا کہ کاش یہ دولت میرے پاس آئے۔ اس وجہ سے صرف وہ لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں جو 'امکان ہے' کو چھوڑ کر یہ دیکھیں کہ ہمارا فرض کیا ہے۔ اور اس فرض کو ادا کرنے کے لیے ہر تکلیف' ہر مصیبت اور ہر مشکل برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں' یہی ان کے کرنے کا کام ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگ پیدا کر دیئے اور انہوں نے پوری ہمت کے ساتھ اس کے لیے کام کیا تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ کونسی طاقت یہاں ایسی ہے جو انہیں آگے بڑھنے سے روک سکے۔ اللہ نے چاہا تو اس میں کامیابی ہی ہوگی۔

میں نے دوسرا پہلو آپ کے سامنے پیش کیا وہ اس لیے کہ کامیابی کی شرط کے ساتھ آپ کام نہ کریں۔ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اگر اس ملک کے اندر ایک مٹھی بھر تعداد ایسے لوگوں کی موجود ہو جو پوری تنظیم کے ساتھ' پورے ڈسپلن کے ساتھ' عقل و ہوش کے ساتھ اور دیوانگی کے ساتھ' دونوں چیزیں ساتھ چاہئیں' یہ کام کریں اس میں جان لڑائیں اور مسلسل جان لڑاتے جائیں اور ہر تکلیف اور خطرے کو انگیز کرنے کیلئے تیار ہوں تو وہ لوگ جو اس وقت ایک غیر اسلامی نظام کو چلاتے ہیں وہ ایسی طاقت نہیں رکھتے کہ ان کے سامنے ٹھہر سکیں۔

نظام باطل کھوکھلا ہوتا ہے

دفعہ یہ ہے کہ آپ اس بات کو دیکھیئے کہ جو لوگ اس نظام کو چلا رہے ہیں ان کی حالت کیا

ہے۔ ان میں سے کوئی دو آدمی ایک دوسرے سے مخلص نہیں ہیں۔ ان کی دوستیاں بے غرضی پر مبنی نہیں' بے لوثی پر مبنی نہیں' قلبی محبت پر مبنی نہیں' مفاد پر مبنی ہیں' جس کے ساتھ ہیں اس کا ساتھ بھی دے رہے ہیں اور دل میں گالیاں بھی دے رہے ہیں' بلکہ وہ اپنی پرائیویٹ مجلسوں میں جب دیکھتے ہیں کہ بات نہیں پہنچے گی تو وہ ان مجلسوں میں بھی کھلم کھلا کہتے ہیں۔ باطل نظام بظاہر بڑے زور کے ساتھ نافذ ہوتا ہے لیکن اصل میں کھوکھلا ہوتا ہے ٹھوس نہیں ہوتا۔ اس میں قائم رہنے کی طاقت نہیں ہوتی۔ جب تک اللہ تعالیٰ کی مشیت ہے کہ ایسے لوگوں کو موقع دیا جائے تو ایسے لوگوں کو موقع ملتا ہے۔ وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے عقل مندی کرکے وہ تمام راستے بند کر دیئے ہیں جن سے خطرہ آسکتا ہے' لیکن ایک راستہ اللہ تعالیٰ نے ایسا رکھ چھوڑا ہے جدھر سے اس کو خطرہ لانا ہوتا ہے وہ اس راستے کو بند نہیں کرسکتے۔ اس طرح سے ایسے نظام قائم ہوتے ہیں وہ بار بار جمتے اور اکھڑتے ہیں۔ اور لوگ اس انتظار میں ہیں کہ کوئی ایسا گروہ آئے جو ایک مضبوط بنیاد پر ان کے لیے ایک نظامِ حق قائم کرے۔ جب تک ایسا گروہ سامنے نہیں آئے گا اور اس مرحلے تک نہیں پہنچ جائے گا کہ وہ نظامِ حق کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرسکے اس وقت تک یہاں کھوکھلے نظام قائم ہوتے اور بدلتے رہیں گے۔ آدمی بدلیں گے وہ کھوکھلا نظام جوں کا توں رہے گا صرف اشخاص بدلتے چلے جائیں گے۔

حالات اہلِ حق کے منتظر ہیں

آپ دیکھیے یہاں جو نظام ۲۷ سال سے آرہا ہے اس میں صرف اشخاص بدلتے گئے' قسم ایک ہی رہی ہے' نظام کی نوعیت ایک ہی رہی ہے' اس کی فطرت ایک ہی رہی ہے' یہی صورتحال جاری رہے گی اس انتظار میں کہ کب وہ لوگ آتے ہیں۔ اگر وہ لوگ نہ آئے تو نہیں معلوم اس قوم کا کیا حشر ہوگا کہ یہ مسلسل انقلابات کو برداشت بھی کرسکے گی یا نہیں۔ اور یہ مسلسل انقلابات کے لیے زندہ بھی رہ سکے گی۔ یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قوم کو کوئی بھی چیز بچا سکتی ہے تو یہی نظامِ حق ہے' وہ یہاں مضبوط بنیادوں پر قائم ہو۔ قبل اس کے کہ خدا کا عذاب فیصلہ کردے کہ اس قوم کو زندہ نہیں رہنا چاہیے۔

جمعیت اتحاد العلماء کے زیرِ اہتمام راولپنڈی میں منعقدہ نفاذ شریعت کانفرنس سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا ایک اہم خطاب جسے ہفت روزہ "ایشیا" نے اپنی اشاعت ۱۴ مارچ ۷۶ء میں شائع کیا۔ (س کاشمیری)۔